حفاظت قرآن

حجۃ الاسلام آفتاب حسین جوادی *

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا ازلی و ابدی پیغام اور اسلام کا اساسی منشور ہے جو ہر قسم کی تحریف و تغیر سے محفوظ ہے۔ چونکہ قرآن کریم کی جمع و تدوین کا فریضہ خود پیغمبر اسلام ﷺ نے ادا کر دیا تھا۔ آپ کے حکم کے مطابق سب سے پہلے جامع اور مدون حضرت علی علیہ السلام تھے۔ جیسا کہ علامہ سیوطی نے لکھا ہے۔

"واحد من جمع القرآن وعرضه علی رسول الله ﷺ"

یعنی: ": حضرت علیؑ ان افراد میں سے ایک ہیں جنہوں نے قرآن جمع کیا اور اسے رسول اللہؐ کے سامنے پیش کیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۱۷ طبع کانپور)

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس آئین اور منشور کی جمع اور محفوظ کرنے کی خود ذمہ داری لی ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

"لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ - إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ"

یعنی: "(اے رسول) آپ وحی کو جلدی (حفظ) کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں اس کا جمع کرنا اور پڑھوانا یقینا ہمارے ذمے ہے"۔ (قیامت ۱۶،۱۷)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

"سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰ"

یعنی: "ہم عنقریب تیرے سامنے (قرآن کو) پڑھیں گے اور تو اس کو کبھی فراموش نہیں کرے گا۔" (الاعلیٰ: ۶)

نبی مکرم ﷺ نے اپنی وفات کے قریب حضرت علی بن ابی طالبؑ کو وصیت فرمائی:

"یا علی القرآن خلف فراشی فی الصحف والحریر والقراطیس فخذوه واجمعوه ولا تضیعوه"۔ (بحار الانوار، کتاب القرآن، جلد ۸۹ ص ۴۸)

یعنی: "اے علیؑ قرآن مجید میرے بستر کے عقب میں مختلف صحیفوں پر ابریشم اور کاغذوں کی صورت میں موجود ہے پس اسے لے لو اور جمع کر لو اور ضائع نہ ہونے دو۔"

قرآن و حدیث سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ آغاز وحی کے ساتھ ہی مکہ مکرمہ میں قرآن مجید کی کتابت و تدوین شروع ہو چکی تھی۔ علاوہ بریں حدیث ثقلین جو شیعہ و سنی دونوں کے نزدیک متواتر ہے، اس پر شاہد ہے کہ قرآن مجید آنحضرتؐ کے عہد مبارک میں جمع ہو چکا تھا اور خود قرآن میں بھی "الکتاب" کہا گیا ہے۔ یہ قرآن کریم تواتر ہم سے تک پہنچا ہے، نیز نبی مکرمؐ کے حکم سے ہی ترتیب دیا گیا اور اسی ترتیب سے آیات کو مرتب کیا گیا۔ چونکہ ان آیات کی ترتیب توقیفی ہے۔ اسی کا نام جمع قرآن ہے۔

حفاظت قرآن پر خود قرآن کی گواہی:

قرآن کریم ہر طرح کی تحریف سے محفوظ ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

---

*۔ محقق، موئف، استاد، جامعۃ الرضا، اسلام آباد

"إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ " (الحجر،۹)

یعنی: " ہم ہی نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

اس آیت مبارکہ میں خود اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن) کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اس آیت مبارکہ میں متکلم کی ضمیر "نا" کا اضافہ تاکید کے لیے کیا گیا ہے۔ پھر ذیل کا جملہ اور پہلا جملہ اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ یہ کتاب صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ ایک "اِنَّ" اور تین مرتبہ ضمیر متکلم کا استعمال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اسی متکلم کا ہی کلام ہے۔ اتنی زیادہ تاکیدات کا آنا، اس حفاظت کی شدت و قوت کو بیان کر رہا ہے کہ یہ کلام انسانوں کی طرف سے ہر قسم کے تغیر و تبدل سے محفوظ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پہ فرمایا:

وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ۔ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ"۔ (فصلت: ۴۱۔۴۲)

یعنی: "اور یہ ایک ایسی کتاب ہے جو قطعاً ناقابل شکست ہے۔ کوئی باطل نہ تو اس کے سامنے سے آسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے کیونکہ یہ صاحب حکمت اور قابل تعریف اللہ کی طرف سے نازل کی گئی ہے"۔

یہاں دو باتیں قابل غور ہیں:

الف) اس کتاب کو "عزیز" کے وصف سے موصوف کیا۔

ب) کسی بھی طرف سے باطل کا اس تک نہ پہنچنا۔

اس سے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس عظیم کتاب کو ہر قسم کی تحریف سے پاک قرار دیتے ہوئے اس کے محفوظ ہونے کی گواہی دی ہے۔ لفظ "عزیز" ایسی حالت میں کہا جاتا ہے جہاں کوئی چیز اس پر غلبہ حاصل نہ کر سکے۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ کی ایک صفت "عزیز" بھی ہے، جس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی ذات ہمیشہ غالب رہنے والی ہے، کبھی مغلوب نہیں ہو گی۔ اب قرآن کریم کو "عزیز" سے تعبیر کرنے کی وجہ بھی در حقیقت یہی ہے کہ وہ کبھی مغلوب نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ دیگر بہت سی ایسی آیات مبارکہ موجود ہیں کہ جنہیں عدم تحریف قرآن کے مقام میں بطور مؤید لایا جا سکتا ہے، مثلاً:

"وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ" (الحاقہ، ۴۵، ۴۴)

یعنی: "اگر وہ ہم پر جھوٹ باندھتا تو ہم اسے پوری قوت کے ساتھ پکڑ لیتے "

اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن مجید کا ہر ایک لفظ و جملہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس میں غیر خدا کی طرف سے ایک حرف کا بھی اضافہ نہیں ہوا۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا یہاں تک اہتمام کیا ہے کہ اگر میرے حبیب حضرت محمد ﷺ بھی کسی کلمہ کا اضافہ کر دیتے تو ہم اُنہیں بھی ایسا نہ کرنے دیتے۔ ایک مقام یہ فرمایا:

"قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ " (یونس، ۱۵)

یعنی: "جو لوگ ہماری ملاقات (اور قیامت) کی اُمید نہیں رکھتے، کہتے ہیں: کوئی اور قرآن لے آؤ اس کے علاوہ یا اسے تبدیل کرو۔ کہہ دو مجھے کوئی حق نہیں کہ میں اسے تبدیل کر دوں۔ میں تو اسی بات کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی ہوتی ہے۔ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو (قیامت) کے عظیم دن کی سزا سے ڈرتا ہوں"۔

اس آیت مبارکہ سے اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید صرف اللہ تعالیٰ ہی کا کلام ہے، اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے، حتیٰ رسول اللہ ﷺ کو بھی اس میں ردوبدل کی اجازت نہیں ہے لہٰذا یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ قرآن جس چیز کی اجازت حضرت محمد ﷺ کو بھی نہیں دیتا، وہ کسی عام

انسان کو ردوبدل کی اجازت دیدے۔ علاوہ ازیں احادیث وروایات ہیں جبھی اس امر کی صراحت کی گئی ہے کہ موجودہ قرآن مجید غیر محرف اور ہر قسم کی کمی وبیشی سے پاک ہے۔ کتب احادیث اس سلسلہ میں واضح روایات سے بھری پڑی ہیں چنانچہ حضرت علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا :

''انا لم نحکم الرجال و انما حکمنا القرآن و ھذا القرآن انما ھوخط مسطور بین الدفتین، لاینطق بلسانٍ و لا بُدَّ له مِن ترجمان''

یعنی : ''ہم نے بندوں کو حاکم نہیں بنایا بلکہ قرآن کو حاکم بنایا ہے اور یہ قرآن وہی ہے جو دو جلدوں کے درمیان مسطور ہے؛ وہ زبان سے نہیں بولتا؛ بلکہ اس کے لیے ترجمان کی ضرورت ہے''۔ (نہج البلاغہ جلد ۲ ص ۷ طبع رحمانیہ مصر)

آپ کا یہی فرمان ذیشان تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۳ ص ۱۶۶ طبع قاہرہ میں بھی بعینھا مرقوم ہے۔ اصول کافی میں ایک مفصل "کتاب فضل القرآن" ہے، جس ہیں متعدد ذیلی ابواب ہیں ان ابواب میں قرآن مجید حفظ کرنے، اس کی تعلیم حاصل کرنے، دوسروں کو سکھانے اور قرآن کی فضیلت وغیرہ سے متعلق بے شمار احادیث ائمہ اہل بیتؑ سے ذکر ہوئی ہیں۔

اگر اسلامی مکاتب فکر کی کتب ہیں ایسی روایات پائی جاتی ہیں جن ہیں سے بعض سے بادی النظر میں تحریف کا مفہوم ظاہر ہوتا ہے تو ان روایات کے تحت کسی قسم کا نظریہ قائم نہیں کیا جاسکتا، بلکہ ان روایتوں کی توجیہ کی جائے گی کہ ان سے مراد تحریف نہیں ہے اور اگر قابل توجیہ نہیں ہیں تو ایسی روایات کو مخالف قرآن سمجھ کر یکسر مسترد کردیا جائے گا۔ یہاں پر ہم تحریف معنوی و لفظی کی قدرے وضاحت کیے دیتے ہیں۔

معنوی تحریف

اس سے مراد درحقیقت قرآن کریم کے الفاظ کے معانی میں تغیر و تبدل کرنا ہے، یعنی؛ متکلم نے اس لفظ میں ایک معنی کا ارادہ کیا ہے، لیکن مخاطب اس کلمہ کو اس معنی پر حمل نہیں کرتا بلکہ کسی اور معنی میں استعمال کرتا ہے۔ راغب اصفہانی نے تحریف کی جو تعریف کی ہے ظاہراً وہ اسی معنی کی طرف پلٹتی ہے کہتے ہیں کہ بعض اوقات لفظ میں اس بات کی صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ دو معنی پر دلالت کرسکتا ہے۔ یعنی اپنے صیغے اور مادہ کے اعتبار سے اس میں دو معانی کی صلاحیت پائی جاتی ہے، متکلم اس سے ایک معنیٰ کا ارادہ کرتا ہے جب کہ مخاطب اس سے متکلم والے معنی کا ارادہ نہیں کرتا بلکہ اپنے نظریے اور مبنیٰ کے مطابق اس لفظ کو دوسرے کے طرف پھیر دیتا ہے۔

اس اعتبار سے تحریف معنوی سے مراد یہ ہوگی (کہ قرآن کریم کے الفاظ کو وہ الفاظ کو قرار دینا جو رسول اللہ ﷺ پر واقعاً نازل ہوئے مگر اس کے معانی واقیعیہ کا ارادہ نہ کرنا) بلکہ معانی کو اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق اخذ کرنا۔ تمام مکاتب فکر کے نزدیک اس طرح کی تحریف قرآن مجید میں کی جاتی ہے، تفسیر بالرائے بھی تحریف معنوی ہی کی ایک قسم ہے۔

تحریف لفظی

تحریف لفظی سے مراد یہ ہے کہ قرآن کریم کے کلمات، عبارات اور جملوں میں کمی بیشی کرنا۔ یعنی قرآن کریم میں کسی کلمہ کو کم زیادہ کرنا یا کسی آیت یا عبارت کو کم یا زیادہ کرنا، تحریف لفظیہ کہلاتا ہے۔ بالفاظ دیگر الفاظ و عبارات قرآن کریم میں تغیر و تبدل کو تحریف لفظی کہا جاتا ہے۔ جہاں تک تحریف لفظی کا تعلق ہے اس کی کئی اقسام ہیں: مثلاً تحریف بالزیادہ اور تحریف بالنقیصہ

تحریف بالزیادہ

اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن کریم میں کوئی لفظ یا عبارت یا آیت یا سورت موجود نہ ہو اور اس کا بعد میں اضافہ کیا جائے۔ مثلاً کوئی آیت قرآن ہیں موجود نہیں تھی یا کوئی سورت موجود نہ ہو اور اس کا بعد میں اضافہ کیا جائے۔ جہاں تک تحریف کی اس قسم کا تعلق ہے تو اہل اسلام یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں اس طرح کی تحریف بالکل واقع نہیں ہوئی۔ کیونکہ اس کا معنی یہ بنتا ہے کہ قرآن میں ایک سورت نہیں تھی، لیکن بعد والے لوگوں نے اس کا اضافہ کردیا ہے۔ کیونکہ قطع نظر اس بات کے کہ سارے اہل اسلام اس کے متحقق نہ ہونے پر متفق ہیں یہ خود قرآن کریم کے اعجاز (معجزہ ہونے) کے بھی منافی ہے اور ممکن ہی نہیں کہ کسی میں اتنی صلاحیت ہو کہ وہ قرآن جیسا کوئی کلام لاکے دکھا

دے۔ جس طرح کہ قرآن خود شاہد ہے کہ اگر جن وانس سب مل کر اس جیسا کوئی قرآن لانے کی کوشش کریں تو اس جیسا کلام لانے سے عاجز ہوں گے۔

تحریف بالنقیصہ

اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن کریم میں کچھ کلمات یا سورتیں موجود تھیں، لیکن بعد میں نکال دی گئیں۔ علمائے اسلام نے اسے بھی ردّ کیا ہے اور اس بات کو ثابت کیا ہے کہ یہ وہی قرآن ہے جو آنحضرتؐ پر نازل ہوا اور کسی کمی یا زیادتی کے بغیر ہمارے پاس موجود ہے۔

قرآن کی تحریف کا ردّ

محققین اسلام نے تحریف کی ان دونوں قسموں کو ردّ کیا ہے اور اس سلسلے میں واضح دلائل سے ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید ہر قسم کی زیادتی و کمی سے محفوظ ہے۔ البتہ بعض اسلامی کتب میں نقل ہونے والی روایات سے یہ شبہہ ایجاد کیا جاتا ہے کہ قرآن میں تحریف واقع ہوئی ہے۔ لیکن محققین قرآن کے مطابق یہ روایات، حفاظت قرآن سے متعلق خود قرآنی آیات کے خلاف ہیں۔ جیسا کہ ہم نے اوپر ان آیات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ روایات اُصول حدیث اور رجال کے حوالے سے بھی قابل تأمل ہیں۔ جس کی وجہ سے ان پر اعتماد کرنا مشکل ہے۔ محققین کے نزدیک اگر ان روایات کی کوئی توجیہ کی جاسکے تو ٹھیک اور اگر کسی قسم کی توجیہ نہیں کی جاسکتی تو انہیں مخالف قرآن سمجھ کر مسترد کر دینا چاہیے۔ چونکہ ائمہ معصومینؑ نے مخالف قرآن روایت کی تصدیق کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں:

"لا تصدق علینا الا ما وافق کتاب اللہ وسنۃ نبیّہ(ص)"

یعنی: "ہماری احادیث میں سے فقط ان احادیث کی تصدیق کرو جو کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کے مطابق ہوں۔" (وسائل الشیعہ، ج ۱۸، صفحہ ۱۹، طبع جدید ایران)

اسی طرح امام جعفر صادق -فرماتے ہیں:

"فما وافق کتاب اللّہ فخذوہ و ماخالف کتاب اللّہ فدعوہ"

یعنی: "جو کتاب خدا کے مطابق ہو، اسے اخذ کرلو اور جو اس کے مخالف ہو، اسے ردّ کردو"۔

(وسائل الشیعہ، ج ۱۸، صفحہ ۷۵، طبع جدید ایران)

ہمارے آٹھویں امام حضرت رضاؑ فرماتے ہیں:

"اذا کانت الروایات مخالفۃ للقرآن کذبتھا" (اُصول کافی، صفحہ ۵۴،٦ طبع لکھنو)

یعنی: "جو روایات قرآن کریم کی مخالف ہوں میں اُن کی تکذیب کرتا ہوں"۔

بنابرایں، اگرچہ تحریف قرآن کی روایات تمام اسلامی فرقوں کی کتابوں میں نقل ہوئی ہیں لیکن تمام محقق اور انصاف پسند علمائے اسلام قرآن کریم کی تحریف کو ردّ کرتے ہیں اور انہوں نے تحریف قرآن کی ضعیف روایات کو بنیاد بنا کر کسی بھی گروہ یا فرقے کی طرف عقیدہ تحریف کی نسبت دینے کو ایک ناپسندہ فعل قرار دیا ہے۔ اور اسے اسلام و قرآن کی تعلیمات کے منافی سمجھا ہے۔